مطبوعات

سہ ماہی فکر و نظر کا خاص نمبر بہ اہتمام ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵، اسلام آباد۔ پاکستان
صدر مجلسِ ادارت: ڈاکٹر شیر محمد زمان صاحب۔ قیمت یا چندے کا علم نہیں ہو سکا۔

یہ تو اصحابِ مطالعہ کو پہلے سے معلوم ہے کہ رسالہ فکر و نظر بہت اچھا دینی، علمی اور تحقیقی مجلّہ ہے، اس کے جنوری اور مارچ (۸۸ء) کے شماروں کو ملا کر ۶۰۳ صفحات کا ایک خاص نمبر بیاد مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم (سابق سربراہ دارالمصنفین اعظم گڈھ) پیش کیا گیا ہے۔ بڑا وقیع نمبر ہے، بہت سے مقالات و مضامین ہیں جن میں سید صباح الدین صاحب کی شخصیت اور اور خدمات کو مختلف پہلوؤں سے دیکھا اور دکھایا گیا ہے۔

حکیم سعید صاحب نے مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن کی مولفات پر ایک اجمالی نظر ڈالی ہے۔ یہ ہیں ۱۶ شہرہ آفاق کتابیں۔ ان کا دائرہ تحریر صرف مذہبی وفقہی ہی نہیں ہے، ادبی و تنقیدی بھی، اور تاریخی و سیاسی بھی۔ مثلاً بڑی اہم کتاب لکھی "غالب مدح و قدح کی روشنی میں"۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔ اس پہ تفصیلی کلام ڈاکٹر خورشید رضوی نے کیا ہے۔ انہوں نے مسلم سلاطین کی عسکری حکمتِ عملی اور حربی تکنیک، محمد بن قاسم کے فوجی مراکز اور چھاؤنیوں کی تفصیلات، اور بزم صوفیہ جیسے مختلف موضوعات پر کام کیا۔ غالب والی بحث تو ایسی دلچسپ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ آدمی اس وادی میں گھس جائے۔ مگر مجبوری! اس طرح سلاطین، علماء اور مشائخ کے تعلقات پر جو کچھ انہوں نے لکھا، اس کا جائزہ محمد طفیل کے قلم سے شامل ہے۔

سیرۃ النبیؐ جلد ہفتم (اسلام کے سیاسی نظام کے اصول و مبادی) کا طویل مقدمہ سید صباح الدین

عبدالرحمٰن کا لکھا ہوا ہے۔ اصل متن سید سلیمان ندوی زندگی میں مکمل نہ کر سکے۔ نوٹ وغیرہ جمع کیے۔ بعد میں کتاب آئی تو مولانا سید سلیمان ندوی کے نام سے آئی اور یہ سمجھنا مشکل ہوگیا کہ کون سے اجزا مولانا ندوی کے تحریر کردہ ہیں اور کون سے سید صباح الدین مرحوم کے۔

البتہ ڈاکٹر یوسف عباس ہاشمی صاحب نے جو خلاصۂ مباحث مع اقتباسات پیش کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لکھنے والے کا ذہن صاف نہیں بلکہ وہ ایک حقیقت پر زور دینے کے بعد کچھ آگے چل کر اسی کے خلاف کوئی بات اُٹھا دیتا ہے۔ کہیں وہ زمانۂ قبل خاتم النبیینؐ کے منسوخ شدہ طریق بادشاہت (اسلامی) کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلام کا کوئی متعین نظام نہیں اور ہر نقشۂ سیاست میں وہ کام کر سکتا ہے۔ کبھی یہ سوال کہ معاشرہ اسلامی معیار کا نہیں، اسے بنایا کیسے جائے۔ کبھی یہ نکتہ کہ خلافتِ راشدہ کے بعد کی حکومتیں اور معاشرے بھی اسلامی ہی تھے۔ یہاں پھر تخیل قلم کو کھینچتے ہیں مگر قلم کا دائرہ محدود ہے۔ اسی طرح مسئلہ اجتہاد کے متعلق بھی مرحوم کی بات سے بات نکلتی ہے۔

پھر سید صباح الدین صاحب کا ایک بڑا کام مستشرقین کے متعلق سیمنار کا انعقاد اور اس کی کارروائی اور مقالات کی اشاعت ہے۔ میرے خیال کے مطابق آج اس دائرہ میں مکمل و جامع کام کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

۳۰ اگست ۱۹۷۶ء کو مولانا سید صباح الدین نے دارالمصنفین کی طرف اس معاہدے پر دستخط کیے کہ حکومت پاکستان ان کو پندرہ ۱۵ لاکھ روپے ادا کر کے دارالمصنفین کی ۱۱۵ کتب کے حقوق طباعت و اشاعت پاکستان میں نیشنل بک فاؤنڈیشن کو تفویض کر دے۔ یہ بہت اچھا ہوا۔ اس معاہدے کی وجہ سے دارالمصنفین کی کتابوں کا پاکستان میں ناجائز طور پر چھپنا بند ہوا اور آدھر دارالمصنفین کو ایک معقول رقم اپنے ادارے کو مضبوط کرنے اور چلانے کے لیے مل گئی۔

ادارے سے درخواست ہے کہ خدا کے لیے ٹائپ سے ہمیں بچایئے۔ اب تو کمپیوٹرائزڈ پریس اخبارات تک دلکش نستعلیق رسم الخط میں چھاپ رہے ہیں۔ بہت جلد معیار مصارف بھی کم ہو جائے گا۔

اقبال اور عشقِ رسالت مآبؐ | مؤلف: پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل۔ ناشر: ادارہ تنویراتِ علم و ادب، پیر الٰہی بخش کالونی۔ سفید کاغذ پر چھپی ہوئی مجلّد ۱۹۲ صفحات کی کتاب قیمت ۔/۴۰ روپے ٹائٹیل آرٹ کارڈ کے ساتھ، قیمت درج نہیں۔

پروفیسر صاحب ہمارے دیرینہ فاضل دوست ہیں اور ان کی علمی و ادبی خدمات کا اعمال نامہ بہت دلکش ہے۔ خاص طور پر علامہ اقبال کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اب ان کی ایک اہم کتاب کی دوسری اشاعت پیشِ نظر ہے۔

مؤلف کی کلام پر نظر ہے۔ موضوع سے متعلق اہم مقامات سے استفادہ کیا ہے۔ شعری انتخاب اچھا ہے۔ زبان اور انداز بیان بہت مؤثر ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ مصنوعی مضمون نگاری نہیں ہے، بلکہ بین السطور میں پروفیسر صاحب کی خدماتِ قلبی کی لہریں حرکت کر رہی ہیں۔

اقبال کے کلام میں پورے پورے فنی کمال اور "بر دل ریزد" کی شان کے ساتھ یہ مقصد وحید مصرع بہ مصرع اور نقطہ بہ نقطہ پھیلا ہوا ہے کہ مسلمان افراد قرونِ اُولیٰ کے جذبۂ ایمانی اور خصوصاً محبتِ نبویؐ کے ساتھ اور دوسری طرف ملّتِ اسلامیہ قرآنی اساسیاتِ اجتماعیت پر اُٹھ کھڑی ہو تو اس دُنیا کو امن و عدل کی جلوہ گاہ بنایا جا سکتا ہے اور خود مُسلم فرد اور مُسلم قوم کو بڑے سے بڑا عروج علمی، سیاسی، اقتصادی، اخلاقی، سماجی اور تہذیبی لحاظ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر یہ حقیقت سمجھ میں آتی ہے کہ اقبال نے اپنی پھیلی ہوئی فکر کو جس نقطۂ معیّن کے گرد سمیٹا ہے وہ جناب رسالت مآبؐ کی ہستی ہے کہ "دین ہمہ اوست"۔ شعر اور فلسفہ کی وادیوں میں اقبال کی تگ و تازِ لامحدود کے مختلف پہلوؤں کو الگ الگ لے کر کئی کئی طرح کے نتائج نکالے جا سکتے ہیں اور عملاً نکالے گئے۔ بلکہ طرح طرح کے افکار اور فلسفے ان کے کلام کے حوالے سے ان کے منہ میں ڈالے گئے۔ مسخِ اقبال کی ان مساعی کا توڑ اقبال کا جذبۂ عشقِ نبیؐ ہے۔ وہ ہر طرف سے کھینچ کھانچ کے وہاں لے جاتا ہے کہ "اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است" (اگر اس ہستی تک رسائی نہ ہوئی تو پھر سب کچھ بولہبی کی تعریف میں آئے گا)۔

سیّد محمد عبدالرشید نے کلامِ اقبال سے "تعلق بالنبیؐ" کے متعلق مؤثر رہنمائی اخذ کی ہے اور خاص طور پر اس جانب بھی توجہ دلائی ہے کہ علامہ نے اپنے مقصد کے لیے نعت کے بے جان

روایتی اسلوب کو بھی بدل ڈالا اور نئی روایات کے ذریعہ اسے بہت ہی بامقصد بنا دیا۔

اقبال کے کلام میں عشق نبیؐ اور مقامِ نبوت کے متعلق جو کچھ جن جذبات و اسالیب کے ساتھ کہا گیا ہے وہ ایک طرف فتنۂ انکارِ حدیث کے سدِّ باب کا ذریعہ ہے اور دوسری طرف بگڑے ٹ قسم کے سیکولر اجتہادیوں کا راستہ بھی روکتا ہے۔ دین کے نظام میں سے نبیؐ کے اقوال و اعمال کو نکال لیجیے تو پھر آپ قرآن کی آیات سے جو کھیل کھیلنا چاہیں، کوئی دشواری نہیں رہتی۔

یہ کتاب مظلوم بھی ہے کہ اسے ۱۹۷۷ء سے انڈیا کے ایک صاحب نے مسلسل چھاپا۔ اور اس کا علم مؤلف کے صاحبزادے کو ۱۹۸۳ء میں ہوا۔ پھر یہ معاملہ معلوم نہیں کس انجام کو پہنچا۔ مگر اس کا تازہ ایڈیشن اب یہاں شائع ہو گیا ہے۔

چھوٹی سی یہ کتاب بہت افادیت رکھتی ہے۔

المعارف۔ خصوصی شمارہ (۸) | مدیران جناب سراج منیر و مولانا محمد اسحٰق بھٹی، باہتمام: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ ۲ کلب روڈ لاہور۔ قیمت فی شمارہ ۱۵/ روپے (سہ ماہی) سالانہ ۴۰/ روپے

لفظِ ثقافت جس کے معنی آج معمولاتِ فرنگ سے طے ہوتے ہیں، ہمارے مدیرانِ المعارف اس قفسِ معنی کو توڑنے کے لیے جو جانفشانیاں کرتے رہتے ہیں، ان کی اگر قدر نہ کی جائے تو شاید "گناہ لازم" کی شکل پیدا ہو جائے گی۔

بنگلہ زبان میں قرآن کے تراجم و تفاسیر (لطیف الرحمٰن فاروقی) ایک اہم مضمون ہے۔ پھر حضرت یونسؑ اور وصیل مچھلی کا معجزہ (شیر محمد سید) آتا ہے پھر "باطن کی آگہی" نفسیاتِ جدیدہ کے ساتھ اسلامی نقطۂ نظر سے اجتہادی تصورات پر ڈاکٹر محمد اجمل کی بحث ہے۔ جس کا ترجمہ شہزاد احمد نے کیا ہے۔ نفسیات کی بحث، ڈاکٹر اجمل کا دماغ اور شہزاد احمد کا ترجمہ — آدمی ہر فقرے پر ضرورت محسوس کرتا ہے کہ طویل مراقبہ کرے۔ یعنی بحث دلچسپ اور دماغ آزما ہے۔ پروفیسر محمد اختر صدیقی کا موضوعِ کلام اہم ہے اور مضمون سلیس۔ کیا کہنے ہیں مولانا محمد اسحٰق بھٹی کے جنھوں نے امام ابن تیمیہؒ جیسی لمعان و تاباں شخصیت کے اُن اثرات کا جائزہ لیا ہے جو برِّ صغیر میں پڑے ہیں۔ یہ بھی امام صاحب

سے خصوصی دلچسپی رکھتا ہوں مگر افسوس کہ ملت نے امام صاحب سے پورا فائدہ نہ اٹھایا اور آج کے دور میں فکر امام کے احیا بہ اندازِ جدید کی جو ضرورت ہے اسے کوئی پورا کرنے والا نہیں۔" مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی" (عبدالرسول قادر بلوچ) اچھی تاریخی تحقیق ہے۔ "حضرت شاہ ہمدان اور کشمیر" ڈاکٹر بدر الدین بٹ) بھی خوب تحریر ہے۔ "ظہیر الدین بابر کے مذہبی رجحانات" (طاہرہ حبیب) "قرونِ وسطیٰ میں اسلامی کتب خانوں کی تنظیم" احمد فاضل خاں بلوچ) "شاہ جو رسالو کی تدوین و تالیف" (پروفیسر رحمت فرخ آبادی) "فارسی کا ایک فراموش شدہ شاعر — شعری قادری" ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی) "مثنوی نبی نامہ" (علی ارشد) "لمعہ حیدر آبادی کے نام اقبال کے خطوط" (پروفیسر اکبر رحمانی) "اسلام امن و سلامتی کا مذہب" (پروفیسر وحید الدین) نہایت اچھے مضامین ہیں۔ "اسلامی واقعات کی ایک منفرد ترتیب" (ڈاکٹر محمد اجمل نیازی) کے عنوان کے تحت منشی محمد دین فوق کی تین کتابوں پر تبصرہ کیا گیا ہے — (۱) تاریخ حریتِ اسلام (۲) تاریخ کا روشن پہلو (۳) وجدانی نشتر۔

مشمولات المعارف نہ صرف اسلام یا اسلامی علوم کے متعلق ہیں بلکہ اکثر کی نوعیت تاریخی ہے۔ درجہ بدرجہ تحقیقی انداز بھی سب میں نمایاں ہے۔

اقبالیات | مدیر جناب پروفیسر محمد منور۔ ناشر: اقبال اکیڈمی پاکستان، ۱۳۹ اے نیو مسلم ٹاؤن، لاہور۔

قیمت فی شمارہ ۲۰/- روپے۔ زر سالانہ (۴ شمارے) ۶۰/- روپے۔ (الحمدللہ) طباعت کی مصیبت سے محفوظ۔ سفید کاغذ، خوشنما سادہ دبیز سرورق

یہ دراصل اقبال ریویو کا اردو والا سلسلہ ہے۔ علامہ کی ۵۰ ویں برسی کے موقع پر جنوری مارچ ۱۹۸۸ء کا ضخیم شمارہ پیش کیا گیا ہے۔ ایسا بھاری بھرکم نمبر جس میں پاکستان، ترکی، سعودی عرب ایران اور امریکہ کے ممتاز اصحاب فکر و کاوش نے نہایت اہم فلسفیانہ، صوفیانہ، متکلمانہ، قانونی اور تاریخی مباحث کی روشنی میں اقبال کے طرزِ فکر کے جلی و خفی گوشوں کو نمایاں کیا ہوا اس پر ہم اپنے

اجمالی اسلوب تبصرہ کو کتنا بھی پھیلائیں، حق ادا نہیں ہو سکتا۔ مختلف مقالات پر معرکہ آرا اور ولولہ انگیز بحثیں سامنے آتی ہیں۔ جن میں سے کئی مقامات پر کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے۔ مگر "فلسفۂ اقبال کی حیات آموز ماہیت" (پروفیسر غلام رضا سعیدی) "اسلامی کونیاتی وجدان میں زمانِ حادث اور تصورِ لا متناہیت" (عبدالحمید کمال) "ایرانی علم و ادب میں تصوف کا باہمی تعلق" (ڈاکٹر سید حسین نصر) یا "علامہ اقبال اور اصولِ حرکت" (پروفیسر محمد منور) وغیرہ پر بحثیں اوّل تو پڑھنے والے اور ہر مبصر کا امتحان ہیں اور پھر ان میں مداخلت کے معنی ایک متواج سمندر میں کود جانے کے ہیں۔ حالانکہ ہمارے اوراق میں ایسے بڑے سمندروں کے لیے جگہ کم ہے۔ ایسا ذخیرہ پیش کرتے ہوا ادارہ قابل مبارک باد ہے۔

آخری حصّہ تبصرۂ کتب کا ہے۔ مختلف حضرات نے خوب خوب لکھا ہے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کی مشہور پہلی تنقیدی کتاب جستجو پر تبصرہ کا مطالعہ کرتے ہوئے تبصرہ نگار کے بعض اہم سوالوں سے مجھے دلچسپی محسوس ہوئی۔ مختصراً میں ان سوالات کا جواب یہ دوں گا کہ اسلامی ادب کسی خاص خاندان یا پارٹی یا قائم شدہ حکومت کی علمبرداری کا نام نہیں کہ جس کے لیے اشتراکی نظریہ سازوں کا انداز اختیار کرنا پڑے۔ اسلامی ادب کی بنیاد ایمان و ضمیر پر ہے۔ یعنی ہر وہ شخص جو الحاد اور مادہ پرستی کے مقابلے میں خدا پرستانہ فکر اور اخلاقی اقدار کو ذہن میں جذب کر کے اپنے فن کی روح بنا سکتا ہو، وہ اسلامی ادیب ہے۔ اِسی طرزِ فکر کے سانچے میں تنقیدی معیار از خود ڈھلے گا۔ دنیا میں کہیں بھی تخلیق کار کا محض اپنا ذہن بگ کٹ آزادی کے ساتھ اپنی سمتِ سفر معین نہیں کرتا۔ مثلاً کیا آپ اپنی اصولی ریاست میں ادیب کو مخالفتِ پاکستان یا قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے حق میں گستاخانہ انداز اختیار کرنے کی اصولاً چھٹی دے سکتے ہیں۔ بس ایسی پابندیاں ہر نظریے اور تہذیب کے زیر اثر خود بخود پیدا ہو کر ذہنوں میں جگہ حاصل کر لیتی ہیں۔ اور نظامِ فکر و احساس کا حصہ بن جاتی ہیں۔ رہا البتہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ مسلم ادیب کو اسلامی دین و تہذیب کی لائن تو سامنے رکھنی چاہیے، مگر کسی ڈکٹیٹر یا پارٹی ڈکٹیٹر شپ کو اپنے عہدہ و مفاد کے لیے کوئی لائن بنا کر ادیبوں پر ٹھونسنے کا حق نہیں ہے۔

کاش کہ یہ بحث اتنی بھی طویل نہ ہوتی، کجا کہ مزید تفصیل کا خیال بھی کیا جائے۔

بہرحال اقبالیات ایک ایسا اہم مجلہ ہے کہ جس کے ذریعے نہ صرف اقبال کی شخصیت اور فکر اور مستقبل مطلوب کا شعور حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ وقت کے دانشوروں کی بحثوں اور نقطہ ہائے نظر کے چہرے اقبالیات کے آئینے میں منعکس ہوتے ہیں۔

خطوطِ رشید احمد صدیقی | مرتب: لطیف الزماں خاں - ناشر: مجلسِ ادبیاتِ مشرق، ۳۰-ڈی ۹/۲۶ ناظم آباد کراچی ۱۸۰۰۰۷ - قیمت مجلد مع گردپوش ۷۰/- روپے۔

خطوط کے مجموعے اپنے اندر ایک دلچسپی تو یہ رکھتے ہیں کہ مکتوب نگار کی شخصیت خطوط میں تکلف کے پردوں کا بوجھ کم کرکے نمودار ہوتی ہے اور اس طرز فکر اور اس کے کردار کے بعض ایسے گوشے نمایاں ہو جاتے ہیں جو معمول کی زندگی میں وضعِ احتیاط کی وجہ سے سامنے نہیں آتے۔ دوسری دلچسپی یہ ہوتی ہے کہ خلوت میں بیٹھ کر ایک غیر حاضر مخاطب سے جب مکتوب نگار بے تکلفانہ گفتگو کرتا ہے تو "بے ساختہ" ادب کا ایک نیا انداز سامنے آتا ہے۔ ان دلچسپیوں کے ساتھ میں نے اس مجموعۂ خطوط کو پڑھا۔ یہ خطوط چونکہ زیادہ تر گھر اور خاندان کے افراد کو لکھے گئے ہیں (بہ استثنائے چند) اور پروفیسر صدیقی مرحوم نے بڑی تاکیدی ہدایات زبانی اور تحریری دے رکھی تھیں کہ میرے ان پرائیویٹ خطوط کو ہرگز نہ شائع کیا جائے، لیکن محبانِ ادب ان مفید خطوط کو چھاپنے سے کہاں باز رہ سکتے تھے۔ ادب والوں کا اپنا ہی قانون و اخلاق ہوتا ہے، وہ رشید صاحب کا ادب اور ان کی وصیت کا لحاظ کرتے رہتے تو دنیا انشاءِ صدیقی کے اس مجموعہ کی افادیت سے محروم رہ جاتی۔

زبان کا ایک خاص معیار اور ادبی نگارش کا ایک خاص رنگ اس مجموعے میں ملے گا۔ پھر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ پروفیسر رشید مرحوم اپنے گھر اور خاندان والوں سے کتنی محبت رکھتے تھے اور کس طرح ان کے بارے میں ہمہ وقت سوچتے رہتے تھے۔ ایک اور خوبی ان کے کردار کی بلندی کو نمایاں کرتی ہے کہ نہ صرف خود عزم و ہمت سے کام لیتے بلکہ اپنے برخورداروں لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی، کو حاصل شدہ نعمتوں کے شکر اور مصائب کا ہمت سے مقابلہ کرنے کی ترغیب دیتے رہتے

ترغیب دلاتے۔ ان کا مسلک یہ بھی تھا کہ دنیا کے سامنے اپنے دکھوں کی نمائش نہ کرتے پھرنا چاہیے۔ بلکہ آدمی دوسروں کی تواضع خوشی اور خدمت کے پھولوں سے کرے۔ رشید مرحوم بڑھاپے کی لازمی تنہائی سے بھی گذرے ہیں، اگرچہ ان کو محبت و توجہ کی فضا حاصل رہی۔ اس تنہائی کے احساس کی کہیں کہیں جھلک سامنے آتی ہے۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ سر کی چوٹی سے ایڑی تک طرح طرح بیماریاں مجھ سے چمٹی ہوئی ہیں۔

ایک خاص بات یہ کہ ایک دور ایسا بھی رہا کہ جب کہ مذہب اور خدا کے متعلق رشید احمد صدیقی کچھ سرابی سے تصورات رکھتے تھے۔ مگر بعد میں ایسی تبدیلی آئی کہ ہر کام خدا کے نام سے کرتے تھے۔ اس کی نعمتوں کا شکر لازم سمجھتے، اس سے مدد طلب کرتے اور صاف صاف کہتے کہ جو کچھ ہونا ہے وہ خدا کی مرضی سے ہوگا۔

ارمغانِ نیاز | مرتب: جعفر بلوچ۔ ناشر: دارالکتاب، کالج روڈ، لیہ۔ صفحات پونے دو سو۔ قیمت مجلد مع گرد پوش -/۵۰ روپے

اُردو شاعری کا ایک اہم باب "زمیندار اسکول" بھی ہے جس نے مولانا ظفر علی خاں مرحوم کے ادیبانہ شاعرانہ فیضان سے بہت سے ایسے شاعر ابھار کر معیاریت کے مقام تک پہنچائے جن میں مہارتِ بدیہہ گوئی، غلامی کی مخالفت، مہاشہ تسلط کی سیاسی و اقتصادی زنجیروں کو توڑنے کا جذبہ، منکرینِ ختمِ نبوت کے طلسمِ باطل کو پاش پاش کرنے کا داعیہ، اور مسلمان نوجوانوں میں اسلامی جذبات بیدار کرنے کے خاص اوصاف نمایاں تھے۔ ان "آفتاب آثار" شعرا کی لمبی فہرست جعفر بلوچ نے "سرِ متن" کے آغاز میں دی ہے۔

اس صف میں جو حضرات بہت ہی زیادہ بلند مقام اور شہرت یافتہ ہیں اُن میں سے ایک راجہ محمد عبداللہ نیاز ہیں۔ جعفر بلوچ صاحب کے ہم احسان مند ہیں کہ انہوں نے نہ صرف خود ایک شاندار مقالہ لکھا (علاوہ تمہید کے) بلکہ بہت سے دوسرے فاضل حضرات کے مضامین فراہم کرکے "ارمغانِ نیاز" کے نام سے مجموعہ مرتب کر دیا۔ نیاز صاحب سے جعفر صاحب کے جو گہرے تعلقات تھے، ان کا

بھی تذکرہ آگیا ہے اور بہت اچھا کلام نیاز صاحب کا اس کتاب میں مختلف اصحاب نے بہم کیا ہے۔
یہ خدمت اس لحاظ سے بڑی قابلِ قدر ہے کہ ایک پاکیزہ طبیعت کے ماہر فن کی شخصیت اور شاعری کے متعلق جعفر صاحب نے ایک تصویر معاشرے کے سامنے رکھ کر ماضی کو حال کی محفل میں پیش کر دیا ہے۔
نیاز صاحب جیسے شعرا کے نام اور کام کو زندہ رہنا چاہیے۔

علامہ اقبالؒ اور سید مودودیؒ | مؤلف: جناب وسیم احمد فاروقی ندوی۔ ناشر: حسنات اکیڈمی پرائیویٹ لمیٹڈ، منصورہ لاہور۔ صفحات تقریباً دو سو۔ دبیز آرٹ کارڈ کا رنگین سرورق۔ قیمت: ۲۷/- روپے۔

ابتدائی تصور یہ میرا ہی تھا کہ "تذکرۂ مودودیؒ" کے لیے اقبال اور مودودیؒ کے وسیع مبحث پر مختلف موضوعات کے تحت ایسے مضامین لکھوائے جائیں جن میں یہ دکھایا جائے کہ دونوں مفکرین نے دین، ایمان، نبوت، قادیانیت، فقہ، قانون، اجتہاد، اسلامی ریاست، مغربی تہذیب، یہود و نصاریٰ، سرمایہ داری، سود، اشتراکیت، لادین جمہوریت، ہندو امپیریلزم، کانگرس اور اس کی متحدہ وطنی قومیت، کشمیر، حرمین، جہاد، آزادی، تعلیم، شاعری، ادب، خودی، اُمید، عزم، یقین، صبر، علم، زندگی، موت، تاریخ، بادشاہت، آمریت اور دوسرے بے شمار موضوعات پر ایک ہی جیسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ہمارا پروگرام تو متعلقہ دوست نبھا نہ سکے، لیکن چند متفرق تحریریں اسی مدعا کی آتی رہیں۔ انہی میں یہ کتاب بھی شامل ہے۔

فاروقی صاحب نے بڑی محنت کر کے ایک اچھا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ بلکہ اقبال اور مودودی کی ہم آہنگی کو مختلف موضوعات کے تحت بڑی خوبی سے دکھایا۔ وہ اقبال کے اشعار دیتے ہیں، ان کے سامنے مولانا کا نثر پارہ، اور کہیں کہیں خود بھی وضاحتِ مدعا کرتے ہیں۔ مؤلف اور ناشر دونوں فریقوں کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مزید کام ہونا چاہیے۔

ہمارے ہاں تعصب کا روگ ایسا پھیلا ہوا ہے کہ ہر ایک اپنی شخصیت کا بت سینے سے

لگائے ہوئے ہے - اور اس امر کو توہین سمجھتا ہے کہ اس کا سا نقطۂ نظر یا علم یا لمعانی دین کو واضح کرنے والا مؤثر طرزِ اظہار کسی اور میں پایا جائے - حالانکہ ایک ہی طرزِ فکر کی شخصیتوں کو جمع کرنا اور ان کے افکار کا گلدستہ بنا کر سامنے لانا ملّت کے لیے زیادہ باعث تقویت ہے - ڈھونڈ ڈھونڈ کر ذرا ذرا سے اختلافات نکالنا اور پھر ہم فکر و ہم مقصد شخصیتوں کے درمیان دیواریں کھڑی کر دینا دینی لحاظ سے تو کیا، علمی و تحقیقی لحاظ سے بھی غلط ہے -

اس رائج العام غلط رجحان کا توڑ کرنے میں یہ کتاب ممد ہوگی -

خطباتِ حقانی حصہ اوّل افادات مولانا عبدالقیوم حقانی - ناشر: مؤتمر المصنفین، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک ضلع پشاور - سوا دو سو صفحات، آرٹ کارڈ کا رنگین ٹائیٹل - قیمت ۱۸/ روپے ملنے کے پتوں میں سے ایک: مکتبہ صدیقیہ - اکوڑہ خٹک -

شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب کے پیش لفظ، مولانا انوار الحق صاحب کے تاثرات، قاری محمد رمضان مرتب کی "عرض" اور فاضل مؤلف کے اعترافِ حقیقت کے ساتھ یہ کتاب چند خطبات و تقاریر کا مجموعہ ہے - ان خطبات میں دعوت و تبلیغ، ذاتِ باری تعالیٰ، سرمایہ داری اور اشتراکیت، جہاد افغانستان اور افغانوں پر کمیونسٹوں کے بے پناہ مظالم کے علاوہ متعدد مزید عنوانات پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے - اس کتاب کا مطالعہ سادہ انداز میں کئی دینی حقائق کو سمجھنے میں مدد دے گا -

---

اُردو ڈائجسٹ شہدائے بہاولپور نمبر مدیر مسئول: جناب الطاف حسن قریشی - قیمت: ۱۵/ روپے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک ۱۳۰/ روپے - پتہ: اُردو ڈائجسٹ - ۲۱ ایکڑ اسکیم، سمن آباد، لاہور ۲۵ پاکستان - صفحات ۲۶۰ سے زائد -

سنجیدہ اور باوقار ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ ان پستیوں سے مبرّا ہے جو پاکستان کے اکثر ڈائجسٹوں میں ہیں اور جس کی وجہ سے لفظ ڈائجسٹ بدنام ہوگیا ہے - یہ رسالہ معلوماتی بھی ہے، سیاسی بھی،

انکشافاتی بھی، ادبی بھی اور بھرپور استحکام پاکستان اور اسلامی اقدار کا علمبردار بھی ہے۔

یہ نمبر ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۸ء، شہدائے بہاولپور کے لیے خاص ہے۔ اس سانحہ کی تفاصیل بھی دی گئی ہیں۔ اور اس سے پہلے اور بعد کے سیاسی احوال پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

صدر ضیاء الحق شہید کے حق میں بھی اور ان کے خلاف بھی، بڑی انتہا پسندانہ باتیں کہی اور لکھی گئی ہیں، کہیں یہ انتہا پسندی مذہبی شدت کی بنا پر، کہیں کسی سیاسی ردعمل کے زیر اثر، کہیں ذاتی نفع ونقصان کے باعث اور کہیں ملی جلی وجوہ سے جن کے جمع ہو جانے پر انسان خود اپنی نفسیات کا تجزیہ بھی نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی عدالت سے دوسروں کے بارے میں تو جو چاہے فیصلے سناتا ہے، مگر اپنی عدالت میں کبھی اپنے آپ کو پیش نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی مجبوریوں اور فروما یگیوں کو تو جائز سرمایۂ معذرت بنا سکتا ہے، لیکن جسے مدمقابل سمجھ لے اس کی مشکلات کا نہ اندازہ کر سکتا ہے، نہ ان کے مطابق رعایت دے سکتا ہے۔ وہ اپنے اوپر شدت سے رحم کرتا ہے، مگر کسی معتوب کی رحم کی اپیل سرے سے بحث کے لیے بھی قبول نہیں ہو سکتی۔

کسی کی زبان سے سنا اور کسی جگہ پڑھا بھی کہ چاہے کتنے بھی الزامات "شہید" پر لگائے جائیں اور کتنی ہی کمزوریاں اور غلطیاں نکال کے دکھائی جائیں، پاکستان کو اب تک اس جیسا حکمران کوئی نہیں ملا۔ اور شاید آئندہ محرومی اور زیادہ ہو جائے۔ الطاف صاحب نے ضیا شہید کی تصویر پیش کرنے میں سچائی سے کام لیا ہے۔

پھر بات صرف ایک "شہید" کی نہیں، اس کے ساتھ جو اعلیٰ فوجی افسران شہید ہوئے ہیں ان کی دینداری اور ملک وقوم سے محبت اور خطرناک قوتوں میں گھرے ہونے کے باوجود ان کا جذبۂ جہاد، ان چیزوں کے جو تھوڑے بہت عکس اردو ڈائجسٹ نے پیش کیے ہیں، وہ نہ صرف یہ کہ حیران کن ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے صدمے کا احساس کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ آفریں ہے ان لوگوں پر جو ایسے بھاری سانحے کے غم انگیز بوجھ سے آزاد ہو کر ضیاء الحق شہید کے خلاف چارج شیٹیں سامنے لاتے ہیں۔

سانحہ اور ضیا شہید کے متعلق نظم ونثر تحریروں کے علاوہ کچھ دلچسپ مضامین ڈائجسٹ کے مستقل تشخص کے مطابق ہیں۔

تیسرا خواب | مصنف: محمد توقیر خاں ۔ ناشر: الاشراق، لاہور ۔ پتہ: پوسٹ بکس ۱۷۳۱، لاہور ۲۶ ۔ یک صد سے زائد صفحات، مجلد، قیمت درج نہیں۔

تیسرا خواب کے نام سے جو چیز پیش کی گئی اس کی تعریف یہ درج ہے کہ "تیسری دنیا کے پس منظر میں سیاسی ناول"۔ میں نے اسے پڑھتے ہوئے کئی وجوہ سے دلچسپ اور بعض پہلوؤں سے عجیب پایا۔ کہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ واقعی یہ ناول ہے، کہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ سیاسی تحریر ہے، کہیں یہ لگتا ہے کہ مستقبل کے لیے ایک خواب ہے ۔ اور تیسرا خواب اسے اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ مغربی سرمایہ داری اور روسی سوشلزم دونوں کے زنانوں سے آزاد ہو کر ایک نئے تجزیۂ حیات کی طرف پرواز ہے۔ میری پہلی کتاب "ذہنی زلزلے" میں ایک عنوان تھا: "تیسری بھوک" میرے ایک پمفلٹ کا نام تھا "ترامل"۔ اصل میں تیسری دنیا کا خیال اپنی دانست میں سب سے پہلے میں لے کے چلا تھا۔ اب کئی اطراف سے صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے ۔ مدعا "مدح خود" نہیں ہے ۔ میں "تیسرا خواب" کے طرز فکر کی قدر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ناول نہ ہوتے ہوئے بھی مجھے اچھی تحریر اس لیے لگی کہ یہ "ناول" کی جامد تعریف اور "ادب" کے مسلط شدہ آہنی معیارات سے ہٹ کر الگ راہ نکالنے کی کوشش ہے۔ اس میں کئی جگہ خیالات بہت صراحت کی سطح پر آگئے ہیں ۔ لیکن پھر بھی ایک نئے طریقے سے نیا کام کرنے کی داد دیتا ہوں۔

عقل اور عشق | از جناب فضل باری ناظم مکتبۂ تفہیم القرآن، عاصم ٹاؤن ۔ پی، او، ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد ۔ صفحات ۲۰۸ قیمت: ۱۸/ روپے ۔ ملنے کا پتہ: ملک سنز، کارخانہ بازار، فیصل آباد۔

یہ مختصر سی کتاب بڑی گہرائی رکھتی ہے اور عقل اور عشق کے اسرار کی تہ بہ تہ پردوں سے گذر کر ہاتھ آتے ہیں ۔ اگر کافی وقت ہوتا تو میں اسے دو تین بار پڑھ کر اس کے مطالب کا خلاصہ عرض کر دیتا۔ اب تو صرف یہی کر سکتا ہوں کہ مؤلف کے چند پُر اثر جملے آپ کے سامنے رکھ دوں۔

"دنیا کی لذتوں سے بے رغبتی اور بے پروائی اختیار کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے ۔ یہ لذتیں کام و دہن کی ہوں یا مال و زر کی تمنائیں ہوں یا عزت و شہرت کی آرزوئیں یا اختیار و اقتدار

کی اُمنگیں ہوں - ذاتی سر بلندی کی خواہشیں ہوں یا وطن و قوم کی بالا تری کی چاہت، ان سب سے اونچا ہونا چاہیے ۔ دنیا کا کوئی مفاد آخرت کے تقاضے سے غافل نہ کر سکے ...... رضائے الٰہی کے سوا دوسرے تمام محرکات سے اس کو پاک کر لیا جائے - کوشش و جہد اور سعی میں صرف رضائے الٰہی اور آخرت کی باز پرس کا احساس ہی سامنے رہے "

(ص ۱۹۳-۱۹۴)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بائیبل کی نظر میں | از ڈاکٹر احمد دیدات - ترجمہ: میجر عنایت اللہ -

ناشر: پروفیسر مسز عنایت اللہ - پرنسپل گورنمنٹ گرلز کالج، چونیاں ضلع قصور - قیمت نامعلوم -

یہ بڑا معلومات افزا اور ایمان پرور پمفلٹ ہے - اس میں ڈاکٹر احمد دیدات نے بائیبل کے عمیق مطالعے اور مناظرانہ مہارت کے بل پر بائیبل کی درج ذیل پیش گوئی کا صحیح مصداق حضور محمد مصطفٰے کو ایک پادری وان ہیروڈن (VAN HEERDEN) سے مکالمہ کے دوران میں ٹرانسوال میں ثابت کر دیا - پیشگوئی:-

" میں اُن کے لیے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری (موسٰیؑ) مانند ایک نبی برپا کروں گا - اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا " (استثنا - ۱۸ - ۱۸)

جی - ایم سید | محمد موسٰی بھٹو - ناشر: سندھ نیشنل اکیڈیمی - پوسٹ بکس نمبر ۲۵۸ - حیدر آباد -

صفحات: ۱۱۹ - قیمت -/۱۰ روپے

پاکستان میں جن عزائم، مقاصد اور وعدوں کے ساتھ بنایا گیا تھا، اُن سے انحراف کی سزا ہمیں دینے کے لیے ہمارے اندر بعض ایسی شخصیتیں پیدا کر دی گئی ہیں کہ جن کے باطل نظریات نے قوم کو پھاڑ کر خون خرابہ مچا دیا ہے - ان میں سے ایک نمایاں مقام جی ایم سید کا ہے - یہ شخص کہتا ہے کہ قرآن کے ہر لفظ پر زور دینا غلط ہے - خلافت کو ظالمانہ کردار ادا کرنے والی بدعت کہا - قرونِ اولیٰ کے جہاد کو ڈاکہ زنی اور عرب سامراج قائم کرنے کی تحریک قرار دیا ہے - کعبہ کو شو مہاراج کا مندر قرار دیا ہے، جہاں

لِنگم پوجا ہوتی تھی - کہا ہے کہ حجرِ اسود (لِنگم) کے لیے قربانی کی جاتی ہے - ہمارا مقصد پاکستان کو ختم کر کے سندھو دیش بنانا ہے - اِس سلسلے میں محمد موسیٰ بھٹو نے تفصیلات دی ہیں -

آج جب پانی سر سے گذر چکا ہے تو لوگ مضطرب ہوتے ہیں، مگر پچھلے ۴۱ سال میں کسی حکمران اور دانشور کو اس کے سدِ باب کا خیال نہ آیا اور نہ آج کوئی صحیح تدبیر عمل میں لائی جا رہی ہے -

---

ماہنامہ آموز گار | مدیر: اکبر رحمانی - پتہ: کاشانہ سہیل، بھوانی پیٹھ، جلگاؤں ۴۲۵۰۰۱ قیمت فی شمارہ ۳/- روپے - سالانہ ۳۵/- روپے - بیرونی ممالک سے ۱۰۰/- روپے -

اس رسالے کا پہلے بھی ہم تذکرہ کر چکے ہیں - ہندوستان کے مشکل حالات میں یہ رسالہ نظامِ تعلیم، مسائل تعلیم، نصاب اور درسیات کے متعلق نہایت مفید مضامین اور تنقیدیں شائع کرتا ہے، جو اساتذہ کے لیے خاص طور پہ مفید ہیں -

---

شیعہ حضرات کی اسلام سے بغاوت | تحریر: قاری اظہر ندیم - افادات: شیرِ اسلام مولانا حق نواز جھنگوی - ناشر: سپاہ صحابہؓ، پاکستان - قیمت ۳/- روپے - ملنے کا پتہ: عمران اکیڈمی، ۳۸ بی اُردو بازار، لاہور -

اس پمفلٹ میں شیعی کتب کے حوالوں سے دکھایا گیا ہے کہ اسلام، رسول، صحابہ، خلفائے راشدین، ازواجِ مطہرات، کلمہ، نماز، متعہ، تقیہ وغیرہ کے متعلق کیسی کیسی ہمت اور کج باتیں لکھی گئی ہیں -

---

اسلام کا نظامِ اخلاق | از محمد اکرم قریشی - ایم اے - ناشر: احیائے دین لائبریری، سیالکوٹ -

بلاقیمت پمفلٹوں کے اس طویل سلسلے کا تازہ نقش ہمارے سامنے ہے، اس میں دین کی تعلیم بھی ہے اور اخلاقی اصلاح کی تلقین بھی -

---

قرآن غیروں کی نظر میں | پیش کش: ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ، ریاض - مترجم: میجر عنایت اللہ ریٹائرڈ - بلاقیمت پتہ ذیل سے حاصل کریں - پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے خواتین - چونیاں، ضلع قصور -

اِس پمفلٹ میں چند نامور غیر مسلموں کی اچھی آراء قرآن کے متعلق جمع کی گئی ہیں - بعض لوگوں کی رائے میں قرآن اپنے منکرین کی ستائش سے بے نیاز ہے -

---

پاکستان میں غلبۂ دین کی جدوجہد ڈاکٹر محمد امین صاحب نے اس مقالہ میں بحث کی ہے کہ غلبۂ دین کی جدوجہد میں ناکامی کے اسباب کیا ہیں اور صحیح راہ عمل کیا، مرکز اسلامی، نشاۃ ثانیہ۔ ۵۹ رڈی، فیروز پور روڈ لاہور سے حاصل کریں۔

نہایت ضروری وضاحت

ہمارے پچھلے شماروں میں دو ایک مضامین قرآنی مباحث سے متعلق ایسے شائع ہوئے ہیں جو فی نفسہ درست بھی ہیں اور تحقیقی انداز بھی رکھتے ہیں۔ لیکن بعض کرم فرما رفقاء نے توجہ دلائی ہے کہ اختلاف کرنے والے بعض افراد اور گروہوں پہ براہ راست زد پڑتی ہے۔ ہم اس سے بچنا چاہتے ہیں کہ دوسرے فقہی، کلامی اور تفسیری گروہوں سے ہماری کوئی بحثا بحثی چلے۔ اب تک کی کسی عبارت یا اسلوب یا اشارے سے کسی صاحب کو یا کسی گروہ کو تکلیف پہنچی ہو تو ہم معذرت خواہ ہیں۔ دینی مباحث میں ہمارا راستہ کسی بھی موضوع پر بالعموم مثبت طریق سے گفتگو کرنے کا ہے، کسی دوسرے کو ہدف بنانے کا نہیں ہے۔ مضامین آئندہ بھی آتے رہیں گے، مگر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے ہمیں افراد اور گروہوں سے تعرض کرنا مطلوب نہیں ہے۔

(ادارہ)

اعتذار

گزشتہ شمارے (اکتوبر)، میں کام کی بھیڑ زیادہ تھی۔ کاپیاں زیادہ تر مجھے جلد جلد دیکھنی پڑیں اس وجہ سے اغلاط زیادہ رہ گئیں۔ اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ (ن۔ ص)